

مولانا مودودیؒ اور محمد یوسف سدیدؒ

ڈاکٹر انجم رحمانی °

مختلف آثار کے مطالعے سے ایسے شواہد ملتے ہیں کہ مولانا مودودیؒ، حافظ محمد یوسف سدیدؒ (۱۹۲۶ء-۱۳ ستمبر ۱۹۸۶ء) کو اُن کی خوش نویسی کی وجہ سے بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور وہ مختلف مواقع پر اس بارے میں اپنی رائے کا اظہار بھی مختلف حضرات سے کرتے رہے۔

حافظ صاحب کو جب کبھی یہ معلوم ہوتا کہ مولانا محترم، بالخصوص عرب ممالک سے واپس آئے ہیں اور اپنے ساتھ بہت سی عربی کتب اور رسائل بھی لائے ہیں، تو وہ بلا توقف مولانا کے پاس چلے جاتے۔ جیسا کہ ماہنامہ ضیائے حرم کے مدیر عابد نظامی نے لکھا کہ ”ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولانا مودودی مشرق وسطیٰ کے سفر سے واپس پاکستان آئے، تو وہ اپنے ساتھ بہت سی عربی کتب اور رسائل بھی لائے تھے، جن میں سے بعض کی خطاطی نہایت نفیس اور بہت عمدہ تھی۔ حافظ صاحب کو جب یہ خبر ملی تو وہ فوراً ان کو دیکھنے کے لیے مولانا کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ مولانا چونکہ حافظ صاحب کی شان دار خطاطی اور فنی مہارت کے معترف تھے اور انھیں اپنے زمانے کا سب سے بڑا خطاط مانتے تھے۔ لہذا، وہ حافظ صاحب کی تشریف آوری پر نہایت محبت اور تواضع سے پیش آتے۔ اس بار مولانا کو جب حافظ صاحب کی آمد کی وجہ معلوم ہوئی تو انھوں نے اپنے ساتھ لائی ہوئی تمام کتب اور رسائل اُن کے سامنے ڈھیر کروا دیے۔ حافظ صاحب تا دیر اُن کتب اور رسائل کو دیکھتے رہے۔ پھر جن کے سرورق یا خطاطی انھیں پسند آئے انھوں نے وہ علیحدہ کر لیے۔ مولانا نے نہ صرف ان کے منتخب کردہ رسائل و کتب انھیں پیش کر دیے بلکہ ان کے علاوہ بھی کچھ اور رسائل با اصرار ان کو دے دیے۔“

° ممتاز محقق، سابق ڈائریکٹر، عجائب گھر، لاہور

”یہ ۱۹۷۰ء کے اوائل کی بات ہے کہ جماعت اسلامی پاکستان نے اپنا پرچم تیار کیا۔ اس موقع پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس پرچم پہ کلمہ طیبہ لکھوایا جائے۔ تب مولانا مودودی نے فرمایا کہ ”یہ کلمہ طیبہ حافظ محمد یوسف سدید صاحب ہی سے لکھوایا جائے“۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے عابد نظامی صاحب کو حافظ صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا۔ نظامی صاحب نے حافظ صاحب سے مولانا کی خواہش کا اظہار کیا تو حافظ صاحب نے ایک بڑے سائز کا ایک قطعہ کاغذ لیا اور اس پر کلمہ طیبہ لکھ کر اسے عابد نظامی صاحب کے حوالے کیا۔ نظامی صاحب حافظ صاحب کی کتابت میں تحریر کردہ کلمہ طیبہ لے کر مولانا مودودی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا اس کلمے کی خطاطی پر نظریں جمائے تادیر دیکھتے رہے اور آخر میں فرمایا: ”یہ حُسن اور دل کشی صرف حافظ صاحب ہی کی خطاطی میں ممکن تھی۔“

اسی طرح مولانا کی تفسیر تفہیم القرآن کی پہلی جلد تیار ہوئی تو اس کی اشاعت مکتبہ تعمیر انسانیت، شاہ عالم مارکیٹ، لاہور کی طرف سے کی گئی۔ اس کتاب کا سرورق شیخ قمر الدین صاحب نے حافظ صاحب سے بخط کوئی لکھوایا۔ روایت ہے کہ چھپنے کے بعد جب یہ کتاب مولانا نے دیکھی تو سرورق کی خوب صورت لکھائی کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا۔ مزید برآں اس ادارے نے مولانا مودودی کی تفسیر سورہ الفاتحہ، سورہ البقرہ کو الگ کتابی شکل میں شائع کراتے وقت بھی سرورق حافظ صاحب سے لکھوائے۔ اسی طرح ادارے نے مولانا کی بعض تصانیف کے سرورق حافظ صاحب سے لکھوائے تھے۔ حافظ صاحب کے دوست اور مولانا مودودی کے معتقد، جناب ملک نواز احمد اعوان نے راقم کو بتایا کہ ”ایک روز میں روزنامہ امروز کے دفتر میں حافظ صاحب کے پاس موجود تھا کہ اسی دوران مولانا کے بیٹے سید حسین فاروق، حافظ صاحب کے پاس آئے اور ان سے ترجمان القرآن کا خوب صورت سرورق لکھوایا“۔ حافظ صاحب نے مولانا کی متعدد کتب کے سرورق کتابت کیے۔ چودھری بشیر احمد خاں کتابت کے لیے حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

منصورہ، لاہور جب تعمیر ہو کر آباد ہوا، تو اس میں ایک بڑی جامع مسجد بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ جلد ہی اس مسجد کی تعمیر کا آغاز کر دیا گیا۔ اس موقع پر مولانا مودودی نے فیصلہ کیا کہ مسجد کے ایوان کی بیرونی، اندرونی اور محراب کی پیشانیاں پیغام سے بھر پور آیات کی خوب صورت

خطاطی سے آراستہ کی جائیں۔ اس موقع پر بھی مولانا نے حافظ صاحب کو یاد کیا اور اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچانے کی دعوت دی۔ چنانچہ مولانا مودودی نے مسجد کی بیرونی پیشانی کے لیے سورہ توبہ کی اٹھارہویں، اُنیسویں اور بیسویں آیات، اندرونی دیواروں کی پیشانیوں پر آراستہ کرنے کے لیے سورہ صف کی آیات نمبر ۷ تا ۱۳، اور محراب کی پیشانی کے لیے سورہ حشر کی آخری تین آیات ۲۲ تا ۲۴ کی عبارات منتخب کر کے حافظ صاحب کے حوالے کیں۔

حافظ صاحب نے ایوان کی بیرونی چاروں پیشانیوں کو مجوزہ آیات کی کتابت بخط ثلث جلی میں کی، جن کی اونچائی پانچ فٹ اور قلم کی چوڑائی پانچ انچ تھی۔ اسی طرح حافظ صاحب نے اندرونی دیوار کی پیشانیوں کو خط کوفی سے آراستہ کیا۔ اگرچہ بنیادی طور پر حافظ صاحب نے خط کوفی مقفل لکھ کر مولانا کو نمونہ دکھایا تو انھوں نے فرمایا کہ ”اس خط میں اس لکھائی کو عام آدمی کو پڑھنے میں دقت ہوگی، لہذا آپ سادہ کوفی مرصع میں کتابت کریں“۔ چنانچہ حافظ صاحب نے ان کی حسب خواہش کتابت کر دی۔

آخر میں محراب کی باری آئی تو حافظ صاحب نے اسے مولانا کی تجویز کے مطابق بخط ثلث جلی کتابت کیا۔ حافظ صاحب کی کتابت میں محراب پر خط ثلث میں تحریر کا نمونہ ان کی ’ثلث نویسی‘ کا بہترین نمونہ ہے۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ مسجد کے سنگ بنیاد کی کتابت نیز منصورہ کے بیرونی داخلی دروازے کی پیشانی بھی حافظ محمد یوسف سدید کی خط میں مزین ہوئیں۔

حافظ صاحب کے بارے میں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہیے کہ وہ مسجد کے لیے کی گئی خطاطی میں بطور کتاب اپنا نام نہ لکھتے تھے۔ حسب عادت جب انھوں نے جامع مسجد منصورہ کی کتابت مکمل کی تو اس پر اپنا نام نہ لکھا۔ اس موقع پر ان سے یہ نام با اصرار لکھوایا گیا۔ جس کے لیے دلیل یہ دی گئی کہ ”حافظ صاحب یہ ایک یادگار کام ہے جو ہماری آئندہ نسلوں کو بھی دیکھنے کا موقع ملے گا۔ نئی نسل کے کسی شخص نے یہ پوچھا کہ یہ تحریر کس کی ہے اور اس کی تاریخ کتابت کیا ہے تو پھر بتانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ لہذا، مہربانی فرما کر عبارت کے آخر میں اپنا نام اور تاریخ کتابت لکھ دیں“۔ جس پر انھوں نے بادل نخواستہ السدید مع ۱۴۰۰ھ کی تاریخ بطور تکمیل تحریر لکھ دی۔